ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ریاض احمد
ریسرچ سکالر پی۔ایچ۔ڈی (اردو) نادرن یونی ورسٹی (نوشہرہ)
ڈاکٹر جمشیر علی
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، لاہور، ضلع صوابی

اردو نظم میں موضوعات کا تنوّع

Riaz Ahmed
Research Scholar Ph.d (Urdu), Northern University, Nowshera
Dr. Jamsher Ali
Assistant Professor, Govt. College Lahore, District Swabi

Variety of Different Topics in Urdu Poetry

This Research Artical study amied at investigating "Variety of topics in Urdu poetry" Urdu poetry covered a long evolutionary process from ancient time to its present age. Anjuman-e-Punjab Performs active role to promote the Nazam poetry. New modern era in poetry was started in 1930 when a new slogan raised for writing of “literature for life in place of writing literature for the sake of literature" Modern Movements poets gave a distinct dialect a style to Urdu poetry writing. They broke all the obstacles of classical poetry in order to bring found their feelings and emotions. There are so many topics in Urdu poetry like social sympathy, injustice, poverty, equality, social justice and harsh treat with women in society and also describes the poet's behavior etc.

Key Words: *“Variety of topics, Poverty, Injustice, Social Sympathy, Promoted Urdu poetry through Modern Movements.*

اردو نظم نے ایک طویل عرصے میں اپنا ارتقائی سفر طے کیا۔ نظم کو دور قدیم سے دور جدید تک آتے آتے کئی سالوں کی مسافت طے کرنا پڑی۔ لیکن اس لمبی مسافت میں اردو نظم کا دامن موضوعات کے موتیوں سے بھر گیا۔ آج اردو نظم اپنے دامن میں موضوعات کا تنوّع رکھتی ہے۔ اس بات میں کوئی بھی شک کی گنجائش نہیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ اس کا سہرا "انجمن پنجاب" کو جاتا ہے۔ ۱۵ اگست ۱۸۶۷ء کو محمد حسین آزادؔ اور کرنل ہالرائیڈ نے "انجمن پنجاب" کی بنیاد رکھی۔ اس انجمن کے قیام کا مقصد ہی اردو شاعری کو نئی ڈگر پر لانا تھا۔ یہ لوگ یہ بات جان چکے تھے کہ اردو شاعری اب قدیم روایت کے بوجھ تلے بُری طرح دب چکی ہے۔ قدیم زمانے کی شاعری میں پائی جانے والی فنی و فکری کجیوں اور خامیوں کو دور کرنا انتہائی ضروری تھا۔ انجمن پنجاب کا قیام کرنل ہالرائیڈ کے ایما پر ہی عمل میں لایا گیا۔ اس انجمن نے اردو شاعری کو جدید خطوط پر لانے میں بہت زیادہ کوششیں کیں۔ اور خصوصاً اردو نظم کو ایک نئی سمت سے روشناس کرایا۔ محمد حسین آزادؔ نے انجمن کے جلسے میں نظم اور موزوں کلام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرمایا۔ انہوں نے اردو شاعری میں عام موضوعات پر عدم اطمینان کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اپنے خیالات میں شعر کی تعریف، ماہیت اور مقصدیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ نئی طرز پر شاعری کرنے والوں کو بھی دعوت سخن دی۔

> "شعر سے وہ کلام مراد ہے جو، جوش و خروش اور خیالات سنجیدہ سے پیدا ہوا ہو۔ اپنے اندر قدسیہ جیسا ایک سلسلہ خاص رکھتا ہو۔ یہ خیالات پاک جوں جوں بلند ہوتے جاتے ہیں۔ مرتبہ شاعری تک پہنچ جاتے ہیں۔ ابتداء میں شعر گوئی حکماء اور علمائے متجر کے کمالات میں شمار ہوتی تھی اور ان کی تصانیف روحانی میں فرق بھی زمین و آسماں کا ہے۔ البتہ وضاحت و بلاغت اب زیادہ ہے۔ مگر خیالات خراب ہو گئے۔ سبب اس کا سلاطین و حکام عصر کی قیامت کا ہے انہوں نے جن جن چیزوں کی قدر دانی کی لوگ اس میں ترقی کرنے لگے۔" (۱)

انجمن کے اجلاس میں جدید طرز کے مشاعروں کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ان مشاعروں میں طرح مصرع کی بجائے نظم گوئی کرنے والے شعراء کو باقاعدہ موضوع دیا جاتا تھا۔ اس طرح نئے موضوعات پر نظم نگاری کا آغاز ہوا۔ محمد حسین آزادؔ کے ساتھ ساتھ مولانا حالیؔ نے بھی اس انداز فکر کو اپنایا۔ محمد حسین آزادؔ نے انجمن پنجاب میں فرمایا تھا۔

> "شعر گلزار وضاحت کا پھول ہے۔ گلہائے الفاظ کی خوشبو ہے۔ روشنی عبارت کا پرتو ہے روح کے لئے آب حیات ہے۔ گرد غم کو دل سے دھوتا ہے۔ طبعیت کو بہلاتا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔ خیالات کو عروج دیتا ہے۔ دل کو استغنا، بے نیازی اور ذہن کو قوت پرواز عطا کرتا ہے۔" (۲)

انجمن نے جو بھی لائحہ عمل اپنایا۔ اس پر آزادؔ، حالیؔ، شبلیؔ اور اسماعیل میرٹھیؔ نے بہ طریق احسن عمل کر کے دکھایا۔ اس دور کی نظم نگاری میں ابہام نہیں تھا۔ اردو نظم نگاری پر اس کے بعد ایک اور دورِ جدید آیا۔ اس دور کا آغاز ۱۹۳۰ء کے بعد ہوا۔ اس دور میں اردو نظم ترقی پسند کے عہد میں داخل ہوئی، اور "ادب برائے ادب" کی بجائے "ادب برائے زندگی" کا نعرہ بلند ہوا۔ اس دور میں اردو نظم کی پتنگ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگی۔ لوگوں نے غزل کی بجائے نظم کی طرف اپنے میلانات ظاہر کرنے شروع کر دیئے۔ اس دور میں تصدیق حسین خالدؔ، میراجیؔ، فیض احمد فیضؔ، مجید امجدؔ، نے بہت فعال کردار ادا کیا۔ ظہیر کاشمیریؔ، اسرار الحق مجازؔ، اور فیض احمد فیضؔ نے نظم نگاری کو ایک نئی سمت عطا کی۔ شاعری کو ہمیشہ تفنّن طبع کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا۔ لیکن ترقی پسند شعراء نے شاعری کو فرد اور سماج کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنا دیا۔ ترقی پسند شعراء نے اردو نظم کی شاعری کو اجتماعیت کے ساتھ ملایا۔ اس ضمن میں ظہیر کاشمیری لکھتے ہیں۔

"آج کا شعر در حقیقت اس عظیم عصری رزمیئے کا عکاس و ترجمان ہے۔ جو ویتنام سے لے کر جنوبی امریکہ کے مغربی ساحلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ جو عام انسانوں یعنی جمہور کی فتح مندی پر منتج ہو گا۔" (۳)

ترقی پسند تحریک کے پلیٹ فارم سے ظہیر کاشمیری نے اردو نظم کو نئی جہتیں دیں۔ ان کی ایک نظم دوسری جنگ عظیم کے ماحول کو سامنے رکھ کر موضوع دی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

آگ کے شعلے، دھماکے، موت، ہر چہ باداباد
دیکھ فسطائی درندوں کا جنوں برتری
آج ایوان کہن دھنکا پڑا ہے خاک پر
اور ایوان کہن کا ہے یہ سنگ آخری
کوند جاؤ! سنگ آخر کا نشان مٹ جائے گا
یہ جہان کہنہ اب زیر و زبر ہونے کو ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

افق پر کچھ نئی سرگوشیاں ہونے لگیں
ظلم کے سائے پگھلتے ہیں سحر ہونے کو ہے

(دوسری عالمگیر جنگ)

اگر اردو نظم کو تاریخی و تخلیقی آئینے میں دیکھا جائے تو ۱۹۳۰ء کے بعد یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس سلسلے میں جن شعراء نے اردو نظم کے موضوعات کے آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان میں مخدوم محی الدینؔ، فیض احمد فیضؔ، اسرار الحق مجازؔ، ساحر لدھیانویؔ، ظہیر کاشمیریؔ، سردار جعفریؔ، احمد ندیم قاسمیؔ، مختار صدیقیؔ، ن م راشدؔ، میراجیؔ، قیوم نظرؔ، ضیاء جالندھریؔ، منیر نیازیؔ، یوسف ظفرؔ، جیلانی کامرانؔ، آغا افتخار، جوش ملیح آبادیؔ، حبیب جالبؔ، زاہد ڈارؔ، اور دوسرے بہت سارے شعراء کے نام نمایاں نظر آتے ہیں۔ اردو نظم کے ارتقاء پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ کہ وہ نظم جس کی ابتداء اور آغاز دکن کی مثنوی نگاری سے ہوتا ہوا ترقی پسند تک پہنچا اور پھر فیض اور اقبال کی نظم نگاری نے اسے تکمیل کے مراحل میں داخل کر دیا۔ البتہ یہ بات قابل لحاظ ہے۔ کہ ۱۹۳۰ء کے بعد جن شعراء نے آزاد نظم کی طرف زیادہ توجہ دی ان میں تصدق حسین خالدؔ، ن۔ م۔ راشدؔ، مجید امجدؔ اور میراجیؔ وغیرہ کے نام بڑے اہم ہیں۔ اور یہ سلسلہ نثری نظم لکھنے والوں کی صورت میں آج بھی جاری و ساری ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اردو نظم نگاری میں جدیدیت زیادہ تر ترقی پسند رجحانات کے در عمل کے طور پر منظر عام پر آئی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد پوری دنیا میں فکر و نظر کی کایا پلٹ گئی اور جدیدیت کی بساط نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پوری دنیا میں تو یہ شاید ۴۷-۱۹۴۶ء کے بعد زوال کا شکار ہو گئی۔ البتہ اردو ادب میں جدیدیت کا زور اس کے بعد ہوا۔ اور ترقی پسند ادب نے جدیدیت کو تقریباً تیس برس تک اپنے زیر اثر رکھا۔ اس کے بعد ادب میں ترقی پسند زور کم ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن اس سارے عمل کے باوجود اردو نظم کو جو موضوعات ترقی پسند ادب کے پلیٹ فارم سے حاصل ہوئے۔ وہ شاید اس سے قبل نہ تھے۔ زندگی کی طرح ادب بھی عملی تسلسل کا مظہر ہوتا ہے۔ یہ شاعری کے روپ میں حسین پرتُو کی طرح سامنے آتا ہے۔ اور پھر شعبہ زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

تعلیم خواہ اچھی ہو یا بری، ایسے سماج کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جہاں دولت ہی عزت اور موعظمت کا معیار قرار پائے۔ ایسے میں دولت کے حصول سے معاشرے میں عزت تو حاصل کی جاسکتی ہے لیکن خانگی امور میں مسائل کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

خاتمے کی دلیل ثابت نہیں ہو سکتی دیسی سماجی ڈھانچے میں مرد کو عورت پر تفوق ہے اس لیے عورت کو کم تر خیال کر کے اس کے ساتھ تخصیصی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ مرد کا مثالی تصور، بارعب، بااختیار حاکم کا جب کہ عورت کا مثالی تصور صابر، شاکر، ظلم برداشت کرنے والی، بے زبان خادمہ کا ہے۔ شہری سماج میں البتہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عورت کی تعلیم اور معاشی حیثیت کی بدولت عورت کے تصور میں تبدیلی آنے لگی ہے۔ تعلیم نے عورت کو اس کے حقوق و فرائض سے ہی آشنا نہیں کیا، بحیثیت انسان اس کی عزت و نفس کو بھی جگایا ہے، چنانچہ جب عورت نے ہاتھ میں قلم تھاما تو اپنے ہم جنسوں کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرنے کا فریضہ سر انجام دیا یہی وجہ ہے کہ عورت کے درد کا اظہار شعراء کی نسبت نظم گو شاعرات کے ہاں شدت سے نظر آتا ہے۔ پروین شاکر کی نظم "بشیرے کی گھر والی" دیہات کی اس عورت کی تصویر ہے جو اپنے وجود کی اہمیت اور عزت نفس کے لفظ سے نا آشنا ہے جو اپنے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی کو اپنی تقدیر کا لکھا سمجھ کر برداشت کرتی ہے۔ لیکن اس کی اوقات دودھ پلانے والے جانور سے بھی کم ہے، خانگی زندگی میں بھائیوں اور بہنوں کے درمیان فرق کی وضاحت اس نظم میں نظر آتی ہے اور سماجی نا انصافی کی بہترین مثال ہے۔

ماں کا انچل پکڑے پکڑے
تجھ کو کتنے کام آجاتے ہیں
اُپلے تھاپنا
لکڑی کاٹنا
گائے کی سانی بنانا
پھر بھی مکھن کی ٹکیہ
ماں نے ہمیشہ بھیا کی روٹی پہ رکھی تیرے لیے بس رات کی روٹی
رات کا سالن
روکھی سوکھی کھاتے
موٹا جھوٹا پہنتے
تجھ پہ جوانی آئی تو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

تیرے باپ کی نفرت تجھ سے اور بڑھی (۴)

ضمیر جعفری کی نظم "دیہہ دختر" کے مطالعہ سے یہ نکتہ نظر اور واضح ہو جاتا ہے ،وہ بھی عورت کی مظلومیت کو بھرپور اور منطقی انداز سے پیش کرتے ہیں۔

درد کی درانتی سے کتنے زخم کھاتی ہے
پھر بھی مسکراتی ہے (۵)

انسانی زندگی کو ہر دور میں مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ انسان کبھی بھی پوری طرح خوش نہیں رہتا کبھی کبھی اس کا یہ غم تصویر بن کر اس کے سامنے آجاتا ہے۔ انسان اپنے خاندان کے لیے مشین کی طرح کام کرتا ہے اپنی خوشی کو قربان کر دیتا ہے ظلم و جبر کا یہ نظام اس کے وجود کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ انسانی زندگی پر ہونے والے اثرات کا اثر معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے منظر مفتی "فرد آشوب" میں ایسے ہی فرد کو اس دور کا حسین قرار دیتا ہے اور اس کے گھر کو کربلا۔

حسین ہوں میں دَور کا
یہ گھر ہے ایک کربلا
یہ چیز لا وہ چیز لا
اسے کھلا اُسے پلا
نظر میں روشنی نہیں
کسی سے دوستی نہیں
بدن میرا نزار ہے
لباس تار تار ہے
نہ رنگ ہے نہ روپ ہے
غموں کی سر پہ دھوپ ہے (۶)

اردو نظم جہاں اپنے اندر موضوعات کا سمندر لیے ہوئے ہے وہاں وطن سے محبت کا جذبہ بھی اردو نظموں میں نظر آتا ہے مختلف شعراء نے وطن سے محبت کے گیت بھی لکھے نظمیں بھی تحریر کیں اور مشرق اور مغرب کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

عورت کے تقابل کو بھی پیش کیا حفیظ جالندھری نے مشرق کی عورت کو مغرب کی عورت کے مقابلے میں انتہائی پاکیزہ خیال کیا ان کے خیال میں مغرب میں عورت مشین کی طرح کام کرتی ہے جبکہ مشرق میں عورت کو عزت اور احترام کے رشتے میں تولا جاتا ہے حفیظ کی نظم "اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے" میں عورت کو خوبصورت روپ میں پیش کیا گیا ہے۔

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
وہ سیدھی سادی　　بچوں کی مائیں
زلفیں ہیں جن کی　　کالی گھٹائیں
آنچل میں جن کے　　ٹھنڈی ہوائیں
بھولو گے کب تک　　ان کی وفائیں
کب تک کرو گے　　ان پر جفائیں
چھوڑا ہے ان کو　　کس کے سہارے
اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
ہے مست زردار　　مال اور دھن میں
مزدور اب تک　　مردہ کفن میں
لیکن ہے وہ بھی　　اپنی لگن میں
پھر گونجتی ہے　　گوکل کے بن میں
لے بنسری کی　　جمنا کنارے
اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
ماضی سے بہتر　　بے شک حال
علم و ہنر کا　　پھر بھی نہیں کال
ٹیگور کا ساز　　کا دوئے بنگال
پنجاب کا ناز　　اعجازِ اقبال

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور یہ مسافر آوارہ پامال
ہیں قابلِ دید سارے کے سارے
اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے (۷)

اردو نظم نے اپنے موضوعات کی بدولت بیسویں صدی میں انقلاب برپا کر دیا۔ ترقی پسند شعراء نے استحصالی نظام کو اپنی شاعری میں بیان کیا، معاشرے کی ناانصافی دراصل ایسی ہی استحصالی شاعری کا شاخسانہ ہے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف جنگ نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کی بازگشت کو سنا گیا اس صدائے نو نے زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ترقی پسند شعراء میں شامل شاعر فیض احمد فیض کی شاعری کے بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

> "فیض جبر واستحصال کے دشمن تھے۔ عدل و انصاف کے داعی تھے۔ عوام کو انسانی قوتوں کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ وہ عوام جن سے قوموں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں، صنعت و حرفت پھلنے پھولنے لگتی ہے اور زندگی کے چشمے ابلنے لگتے ہیں ان کی شاعری عوام کی اسی قوت کی ترجمان ہے۔" (۸)

معاشرے میں غربت و افلاس کا موضوع اپنی نوعیت کا ایک ایسا اچھوتا موضوع ہے جس پر نظموں میں بے شمار لوازمہ موجود ہے۔ غربت و افلاس کے موضوع کو ہی واضح کرنے کے لیے قتیل شفائی نے اپنی نظم "چاند بڑھیا اور پتھر" میں بڑے موثر انداز میں اس موضوع کی نمائندگی کی ہے۔ شاعر کا خیال ہے کہ چاند پر کوئی بڑھیا رہتی ہے وہ ہر وقت چرخہ کاتتی ہے اور چرخہ کات کر سوت بنا کر غریبوں اور مفلسوں کا لباس تیار کرے گی اسی تخیل کو قتیل شفائی نے اپنی نظم میں مخصوص انداز میں پرویا ہے۔ نظم کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔

منتظر تھے مری دھرتی کے برہنہ انسان
میں انھیں دوں گا ترے نور کے دھاگے لاکر
وہ بھی شرمندہ ہوئے مجھ کو بھی شرمندہ کیا
میں نے لا پھینکے جب ان لوگوں کے آگے پتھر
رائیگاں جا نہیں سکتا تھا سفر میرا کبھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

چاند پر سوت کا اک تار بھی گر مل جاتا
یہ ندامت مرے حصے میں نہ آئی ہوتی
پتھروں سے کوئی ملبوس اگر سل سکتا
اے طرب خانہ مشرق سے اُبھرتے ہوئے چاند (۹)

اردو نظم میں موضوعات کا تنوع اپنی مثال آپ ہے انسان کی زندگی خاندانوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے مختلف خاندان مل کر معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں خاندانوں کے اندر بے شمار ایسے مسائل ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر انسانی زندگی کو متاثر کرتے ہیں خاندانی مسائل کے موضوعات میں ایک ایسا موضوع جو معاشرے کو متاثر کرتا ہے۔ وہ ایسی عورتیں ہیں جو اولاد پیدا نہیں کر سکتیں وہ عورتیں خاندان میں کمزور تصور کی جاتی ہیں ان کی حیثیت خاندان میں ایسی نہیں ہوتی جیسی اولاد پیدا کرنے والی عورتوں کی ہوتی ہے اولاد نہ پیدا کرنے والی عورتیں عدم تحفظ کا شکار رہتی ہیں انہیں نہ صرف اپنے خاوند کے سامنے ذلیل ہونا پڑتا ہے بلکہ خاندان میں بھی ذلت برداشت کرنا پڑتی ہے ایسی عورتوں کو موضوع بنا کر قتیل شفائی نے اپنی نظم "بانجھ" میں تصویر کشی کی ہے۔

کتنے ہی سال ستاروں کی طرح ٹوٹ گئے
میرے آنگن میں کوئی چاند جنم لے نہ سکا
ٹکٹکی باندھ کے افلاک پہ روئی برسوں
آج تک کوئی بھی واپس مرا غم لے نہ سکا
وہ زمیں جو کوئی پودا نہ اُگل سکتی ہو
قاعدہ ہے کہ اُسے چھوڑ دیا جاتا ہے
گھر میں ہر روز یہی ذکر، یہی شور سنا
شاخ سوکھے تو اُسے توڑ دیا جاتا ہے (۱۰)

بے عملی اس معاشرے کی آج کل کی پیداوار نہیں بلکہ صدیوں سے اس کا چلن ہے۔ وزیروں اور حکمرانوں سے لے کر عام انسانوں نے بھی تاریخ میں بے عمل ہونے کے باوجود عیش کوشی کے ایسے نمونے پیش کیے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی انسان ہمیشہ اپنی بے عملی کو تقدیر سمجھ کر وقت کو ٹال دیتا ہے لیکن جب یہ بے عملی آئندہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نسلوں کو منتقل ہوتی ہے تو پھر اس وقت انسان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کرے ایسے میں انسان لوٹ کھسوٹ کی طرف جاتا ہے بے ہنر افراد زندگی سے چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ بعض ان میں تھوڑی بہت محنت کرتے ہیں لیکن ان کی زندگی اپنے باپ دادا کی زندگی سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ بعض دفعہ ان کے پیشے بھی ایک ہوتے ہیں جمود حیات کے اسی رخ کو مجید امجد نے اپنی نظم "پنواڑی" میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے اور زندگی کے تسلسل پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بوڑھا پنواڑی، اس کے بالوں میں مانگ نیاری
آنکھوں میں جیون کی بھجتی اگنی کی چنگاری
نام کی اک ہٹی کے اندر، بوسیدہ الماری
آگے پیتل کے تختے پر اس کی دنیا ساری
پان، کتھا، سگرٹ، تمباکو، چونا، لونگ، سپاری
عمر اس بوڑھے پنواڑی کی پان لگاتے گزری
چونا گھولتے، چھالیاں کاٹتے، کتھا پگھلاتے گزری
سگرٹ کی خالی ڈبیوں کے محل سجاتے گزری
کتنے شرابی مشتریوں سے نین ملاتے گزری
چند کیسلے پتوں کی گتھی سلجھاتے گزری

بوڑھا پنواڑی جس گدی پر بیٹھ کر زندگی کے سہانے خواب دیکھتا تھا اس گدی پر اس کا کم سن بیٹا بیٹھا ہوا ہے اس رخ کو مجید امجد نے کیسے بیان کیا ہے

شام کو اس کا کم سن بالا بیٹھا پان لگائے
جھن جھن، ٹھن ٹھن، چونے والی کٹوری بجتی جائے
ایک پتنگا دیپک پر جل جائے، دوسرا آئے (۱۱)

اردو نظم کے موضوعات میں سے ایک موضوع اپنے وطن کی ترقی کا موضوع بھی ہے وطن کو پھلتا پھولتا دیکھنا ہر ایک کی حسرت ہوتی ہے لیکن بعض دفعہ معاشرے میں خواہشات کے بیج کو اس طرح بویا جاتا ہے کہ اس سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اچھائی کے بدلے حسد، کینہ، جلن، نفرت، خود غرضی، بے حسی، سنگدلی اور منافقت اُگنے لگتی ہے اسی موضوع کو ضمیر جعفری نے خوبصورت لفظوں کا پیراہن دیا ہے ان کی نظم "لہو کا نرخ" اسی تناظر میں لکھی گئی ہے ضمیر جعفری انتہائی قرب سے لکھتے ہیں۔

اپنے چاند غروبیں ہم، اپنے پھول اُجاڑیں ہم
اپنے ہاتھوں اپنے جسم کو، پرزے پرزے پھاڑیں ہم
اپنے لہو کی پیاس اُٹھی ہے، اپنا نرخ چکانے کو
کیا ہم کو یہ ہاتھ ملے تھے اپنی لاش اُٹھانے کو؟
راس نہ آئے جو ہم پر ایسا کوئی الزام نہیں
مشرق مغرب ڈونڈی باجے صبح کو ہیں تو شام نہیں
کتنی اُمیدیں پالی تھیں، قدم قدم دفنانے کو
کیا ہم کو یہ ہاتھ ملے تھے اپنی لاش اُٹھانے کو؟ (۱۲)

قدیم طرز فکر اور جدید طرز فکر کے امتیازات کا احساس اس دور کی تخلیقات سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ ہمیشہ آئین نو کو طرز کہن پر غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ نئے لوگ طرز کہن کو اپنانا خود کشی کے مترادف تصور کرتے ہیں۔ جدید طرز فکر کے شعراء نے نظم نگاری کو ایک منفرد لب ولہجہ عطا کیا۔ فکر کی نئی زمینوں پر کھیتی بوئی اور فصلوں کو پروان چڑھایا۔ مختار صدیقی کی نظم کا انداز ملاحظہ ہو۔

جُھلسے پیڑ، جلی آبادی، کیتھی سوکھی، فرض راکھ
ہیت وبود کا مدفن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راکھ
گرتے بام در کے لئے گلیوں کی آغوش
جیسے دیواروں کو تھے کب سے وبال دوش
بار ہٹا تو آیا ہوش
پنگھٹ اور چوپال بھی سونے راہیں بھی سنسان
گلیاں اور کوچے ویران

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جھونکے سوکھے پتے رولیں، بکھری راکھ اڑائیں
راکھ اور پتے بن کے بگولے اپنا ناچ دکھائیں
وہ وہیں رہ جائیں
یہ بستی اب توڑ چکی ہے ہستی کی زنجیر گراں
اور قیود و فرمان و مکاں
وقت کے ڈاکو چکر اس کو بساط کے مطابق لوٹ چکے
اس کے لئے ماحول و فضا کے سارے بندھن ٹوٹ چکے
ماضی و حال بھی چھوٹ چکے
کون آئے جو آ کر اس میں زیست کے رنگ بھرے
کھیتوں کو سرسبز کرے
گلی گلی اور کوچہ کوچہ پنگھٹ اور چوپال
کھیلتے پتوں ہنستی جوانی سے کر دے بھونچال
زندہ کر دے ماضی و حال! (قریہ ویران) (۱۳)

جدیدیت کا انداز فکر رکھنے والے شعراء نے شعر و سخن کو ایک منفرد لہجہ عطا کیا۔ اپنے جذبات اور احساسات کو عوام الناس کے سامنے لانے میں عہد قدیم کی ساری بندشیں توڑ دی۔ اور شعر و سخن کو قافیہ و ردیف کی پابندیوں سے آزاد کر دیا۔ اور صرف اپنا ماضی الضمیر بیان کرنے پر زور دیا۔ میراجیؔ اپنے ایک مضمون "نئی شاعری کی بنیادیں" میں نئے شعراء کے منصب کو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

> میرے خیال میں نئی شاعری اس کلام موزوں کو کہا جا سکتا ہے جس میں ہنگامی اثر سے کٹ کر کسی بات کو محسوس کرنے سوچنے اور بیان کرنے کا انداز نیا ہو۔ یعنی کوئی شاعر روایتی بندھنوں سے الگ رہ کر احساس، جذبے یا خیال کے اظہار میں اپنی انفرادیت کو نمایاں کرتا ہے تو وہ نیا شاعر ہے ورنہ پرانا۔ (۱۴)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نظم کے شعراء نے اردو نظم کو موضوعات کا انبار دیا۔ موضوعاتی حوالے سے چند شعراء کی نظمیں ملاحظہ فرمائیں۔ نظم Self Made لوگوں کے احساس محرومی کی ترجمانی کر رہی ہے۔ ابن انشا کی نظم "ایک لڑکا"

ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں جن دنوں
ایک میلے میں پہنچا ہمکتا ہوا
جی مچلتا تھا ایک ایک شے پر مگر
جیب خالی تھی کچھ مول لے نہ سکا
لوٹ آیا ہے حسرتیں، سینکڑوں
ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں ان دنوں

خیر محرومیوں کے وہ دن تو گئے
آج میلہ لگا ہے اسی شان سے
آج چاہوں تو اک اک دکان مول لوں
آج چاہوں تو سارا جہاں مول لوں
نارسائی کا اب جی میں دھڑکا کہاں؟
پر وہ چھوٹا سا، الہڑ سا لڑکا کہاں؟ (۱۵)

غریبوں کی حالت زار کو نظم کا موضوع بنا کر فہمیدہ ریاض نظم "روٹی، کپڑا، مکان" میں لکھتی ہیں۔

گیّا کے تھن لپٹا چیونٹا
پر ماکھن اور دودھ کہاں تھا؟
ہریالی کا سوکھا سپنا
چبا چبا کر اُگل اُگل کر
گیّا کا تھن سُوکھ گیا تھا (۱۶)

غلام محمد قاصر نے اپنی نظم "مصرف" میں سفید پوش لوگوں کے احوال کو نظم کا موضوع بنایا ہے کہ گدا گر تو بے غیرتی کی ردا اوڑھ کر ہزاروں روپے کمالیتا ہے۔ مگر سفید پوش بے چارا اپنی خودداری میں دن میں کئی بار مرتا ہے۔

غصہ، نفرت، گالی، طعنے، میرا ایسا سرمایہ ہیں
میں سارے حاجت مندوں میں، جن کو برابر بانٹ رہا ہوں
آپ نے دیکھا میری گلی کا کوئی گدا بدحال نہیں ہے
پھر بھی میرے پاس بچا ہے فاقوں کا بے انت ذخیرہ
جس کو وقت آنے پر اپنے بچوں میں تقسیم کر دوں گا (۱۷)

اُردو نظم کو انجمن پنجاب کے بعد ترقی پسند تحریک نے اور پھر بعد میں جدیدیت کے علمبر دار شعراء نے اپنی فکر و سوچ عطا کی کہ آج اودو نظم کا دامن موضوعات کے موتیوں سے مالا مال ہے۔ معاشرے کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور ادب میں بدلتے ہوئے رجحانات سے اردو نظم کے شعراء بالکل غافل نہیں آج نئے لکھنے والوں کے لئے بہت بڑا میدان ہے صرف فکر و فن کے متوالوں کی کمی ہے۔ آج جدید دور کے شعراء کے لئے اردو نظم میں ایسے ایسے موضوعات ہیں۔ جن پر ابھی تک طبع آزمائی نہیں ہوئی اور نئے شعراء کے لئے اردو نظم کا گلشن اپنے اندر بے شمار پھولوں کی خوشبو لیے کھڑا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نظم آزاد، مولانا محمد حسین آزاد نظم آزاد ماخوذ لیکچر آزاد ص ۴۰، ۴۱
۲۔ نظم آزاد، مولانا محمد حسین آزاد نظم آزاد ماخوذ لیکچر آزاد ص ۴۵۰
۳۔ ظہیر کاشمیری، کلیات عشق انقلاب لاہور الحمد و پبلی کیشنز ۱۹۹۴ء ص ۳۱
۴۔ پروین شاکر، ماہِ تمام (کلیات) مراد پبلی کیشنز اسلام آباد، ۱۹۹۰ء ص ۱۵۲، ۱۵۵۔
۵۔ ضمیر جعفری، قریۂ جان، پکٹوریل پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد، ۱۹۸۸ء ص ۱۲۸ تا ۱۳۰۔
۶۔ منظر مفتی، سرمئی سائے، آئینہ ادب لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۹۴۔
۷۔ حفیظ جالندھری، تلخابۂ شیریں، مجلس اردو کتاب خانۂ لاہور، ۱۹۵۹ء، ص ۱۱۹، ۱۲۳۔

۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، معاصر ادب، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۲۰۔
۹۔ قتیل شفائی، انتخاب، الحمد پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۲۔
۱۰۔ قتیل شفائی، انتخاب، الحمد پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۱۔
۱۱۔ مجید امجد، کلیاتِ مجید امجد، مرتبہ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ماورا پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۸۲، ۸۳۔
۱۲۔ ضمیر جعفری، قریۂ جان، پکٹوریل پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد، ۱۹۸۸ء ص ۱۹۹، ۲۰۰۔
۱۳۔ مختار صدیقی، منزل شب سویرا، آرٹ پریس لاہور ۱۹۵۵ء ص ۴۹
۱۴۔ محسن حیات اثر "ہمیں صحرا نہ راس آیا" بیکن بکس ملتان، ۱۹۹۰ء ص ۱۰
۱۵۔ ابن انشا، "اس بستی کے ایک کوچے میں" لاہور اکیڈمی ۱۹۸۳ء ص ۹۰
۱۶۔ فہمیدہ ریاض "میں مٹی کی مورت ہوں" سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۸۶
۱۷۔ غلام محمد قاصر تسلسل، مکتبہ فنون لاہور ۱۹۷۷ء ص ۱۱۸

کتابیات

۱۔ شعراء کی کلیاتِ
۲۔ رسائل و جرائد
۳۔ تاریخی کتب وغیرہ